© rasailojaraid.com

"آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر"

(ایک مختصر مطالعہ)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

استاد شعبہ اردو، اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور

اردو میں حرمین شریفین کے بیسیوں سفر نامے لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض اپنی نوعیت میں ایک خاص مقام اور اہمیت رکھتے ہیں۔ زیر نظر سطور میں راقم اسی طرح کے ایک سفر نامے کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ جو ایک مختلف اور منفرد نوعیت کا سفر نامہ ہے، ایسا منفرد کہ شاید ہمارے جدید نقاد اسے سفر ناموں کی ذیل میں شمار کرنے میں تامل کریں۔ نام ہے اس کا "آنحضورؐ کے نقش قدم پر" اور مصنف ہیں پروفیسر عبدالرحمٰن عبد۔ خدا انھیں غریق رحمت کرے، گذشتہ برس ان کا انتقال ہو گیا۔

کوئی ۱۵، ۲۰ برس پہلے سعودی عرب کی حکومت نے پاکستانی کالجوں کے عربی اساتذہ کو تدریس عربی کے دو سالہ وظیفے پر بلانے کا سلسلہ شروع کیا تھا (اب یہ سلسلہ ختم ہے)۔ زیر نظر کتاب کے مؤلف کو اسی ضمن میں ۸۔۷۹ء میں نجد و حجاز جانے کا موقع ملا۔ ریاض یونیورسٹی کے زمانۂ طالب علمی (۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۰ء) اور پھر اگلے ہی برس خادم الحجاج کے طور پر انھیں عمرہ و حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

عبدالرحمٰن عبد نے اپنے پہلے ہی سفر میں طے کر لیا تھا کہ وہ عربی زبان کی تعلیم و تحصیل تک محدود نہیں رہیں گے، بلکہ اپنے زمانۂ قیام کو مقامات نبویؐ کے تفصیلی مطالعے و مشاہدے کا ذریعہ بنائیں گے۔ چنانچہ "آنحضورؐ کے نقش قدم پر" چلتے ہوئے انھوں نے باقاعدہ ایک پروگرام کے تحت مدینۃ النبیؐ، مسجد نبوی، مسجد قبا، مقام بدر، جبل احد، جبل نور،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غار ثور، طائف، منیٰ، جبل رحمت، عرفات وغیرہ کی تفصیلی زیارت کی۔ ان کے بقول یہ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ محبت کی بارگاہ کے وہ مقدس مقامات دیکھے جائیں "جہاں جہاں سے وہ گزرے" "جہاں جہاں ٹھہرے" .... زیرِ نظر کتاب جسے چار حصوں میں چار مختلف ناموں (حرمِ نبوی، حرمِ مدینہ، حرمِ مکہ اور حرمِ عرفات) سے شائع کیا گیا ہے، مصنف کے اسی مطالعاتی اور جذباتی دورے کا حاصل ہے۔

فاضل مصنف، اپنے مطالعاتی دورے پر ایک طالب علم بن کر گئے، مگر پوری تیاری کے ساتھ نجد و حجاز کے دیار و امصار پر اردو، عربی اور انگریزی میں معروف اور اہم کتابوں کا مطالعہ کیا اور یادداشتیں تیار کیں۔ دوران سفر میں ضروری کتابیں اور معلوماتی لوازم ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ بالعموم انھوں نے ہر مقام کی اجتماعی زیارت کی۔ ان کے ہم سفر رفقا میں حفاظ قرآن، علوم دینی کے فاضل، تاریخ و سیرت نبویؐ پر گہری نظر رکھنے والے اور عربی زبان و ادب کے ماہر شامل تھے۔

چنانچہ یہ سب لوگ ایک ایک مقام کو بڑی محبت و چاہت کے ساتھ دیکھتے ہیں، اپنی اپنی معلومات و مطالعے سے ساتھیوں کو آگاہ کرتے ہیں، قرآن و حدیث اور سیرت نبویؐ کے حوالے سامنے لاتے ہیں اور مستشرقین کی تحقیق پر رائے زنی کرتے ہیں۔ اس طرح کتاب کا بیانیہ زیادہ تر گفتگوؤں، مکالموں اور تبادلہ خیالات کے حوالے سے آگے بڑھتا ہے۔ جہاں کوئی کمی رہ جاتی ہے مصنف اپنے مطالعۂ و تحقیق سے حاصل کردہ معلومات اور مختلف حوالوں اور اقتباسات سے اسے پورا کر دیتے ہیں۔ مصنف کے ہاں جگہ جگہ محمد حمید اللہ، عاتق بن غیث البلادی، محمد حسین ہیکل، مولانا مودودی، میجر جنرل اکبر خان، علامہ اسد، رچرڈ برٹن، میجر ڈاؤٹی اور بہت سے اردو سفر نامہ نگاروں کے حوالے ملتے ہیں۔ یوں ان کی کوشش رہی ہے کہ وہ زیر زیارت مقام کے بارے میں موجود دستیاب، ممکنہ تفصیل اور معلومات، سامنے لے آئیں تاکہ عہدِ رسالتؐ کے اوراق گم گشتہ زندہ و متحرک تصاویر میں بدل جائیں (اول، ص ۷۵)

اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے اپنی یادداشتوں کی بنیاد پر لکھی گئی کتاب کو حتمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صورت نعو ینے سے پہلے 'مختلف مقامات و روایات کے سلسلے میں خاصی تحقیق و تفتیش کی ہے' چنانچہ کتاب کا ہر باب اور ہر موضوع وسیع تر مآخذ اور حوالوں سے پُر نظر آتا ہے اور مصنف اس کی تمام جزئیات اور تفاصیل فراہم کرتے ہیں 'مثلاً حرم شریف کی عمارت کا ذکر آیا تو بتاتے ہیں کہ "عثمانی تعمیر کا رقبہ ۲۹ ہزار مربع میٹر تھا' جو اب نئی تعمیر سے پانچ گنا سے بھی بڑھ کر ۱۶۰ ہزار مربع میٹر ہو گیا۔ عثمانی حصے میں ۱۵۱ گول ستون سنگ مرمر کے ہیں جن کا قطر نصف میٹر کے لگ بھگ ہے۔ ۲۰۶ ہشت پہلو ستون 'حجر شمیسی سے بنائے گئے ہیں' اور ۵۷ ستون کنکریٹ سے۔ حرم کی بالائی منزل پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اس عثمانی حصے پر قدیم انداز کی چھت ہے' جسے دو میٹر قطر کے گول گول نصف گنبدوں' قبوں اور قوسوں کی قطاروں سے مرتب کیا گیا ہے۔ کل ۲۴۳ ستون ہیں اور اتنے ہی ان پر گنبد ہیں۔ ان کی قدیم طرز کی چھت اور محرابوں کے ماتھے پر تیز رنگ' اس حصے کو سعودی جدید تعمیر سے منفرد کرتے ہیں۔ اس علاقے کا فرش سفید' سلیٹی اور سیاہ سنگ مرمر سے مختلف ڈیزائنوں میں بنا ہوا ہے" (سوم ص ۵۱؛ مصنف کی اس تحقیق کے بعد' حرم میں مزید توسیع ہو چکی ہے) میناروں کا ذکر آیا تو ان کی تعداد' بلندی' محیط' بالکونیوں اور چوٹی کے سنہرے ہلال تک کی تفصیل بیان کر دی۔ زمزم کا ذکر آیا تو متعلقہ تمام روایات و معلومات کے ساتھ یہ تک بتا دیا کہ چاہ زمزم کے قرب و جوار میں پینے کے لیے ساڑھے چار سو ٹونٹیاں لگی ہیں۔ غلاف کعبہ کے تذکرے میں اس کی کئی صنعتوں پر محیط پوری تاریخ بیان کر دی۔ بلدیہ مکہ کی مساعی کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ شہر اور حرم کی صفائی کے لیے بلدیہ کے پاس سات ہزار ملازمین پر مشتمل عملہ ہے۔ بلدیہ نے گذشتہ چند سالوں میں طوفانی پانی کو نکالنے' فراز کے رہائشی علاقوں کو ملانے والی رنگ روڈ اور سب وے بنانے' مکانات کی مرمت اور سڑکوں کی تعمیر پر گیارہ ارب ریال خرچ کیے ہیں۔ بارہ بڑے منصوبوں میں حرم شریف کے گرد چار میٹر کا ایک مسقف نصف کلو میٹر لمبا فٹ پاتھ بنایا جا رہا ہے۔ ۳۷۸ پبلک بیت الادب (مصنف کی وضع کردہ ترکیب بھی خوب ہے) بنائے جا رہے ہیں۔ ۷۶۴ رہائشی یونٹ اور ۶۵۲ کمروں پر مشتمل ہوٹل زیرِ تعمیر ہے۔ ۶۷ دو منزلہ بنگلے اور ایک ہزار دکانوں اور سٹور پر مشتمل تجارتی کمپلکس بنایا جا رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(سوم، ص ۴۱)

پہلی جلد کا بیشتر حصہ "حرمِ نبوی" اور اس کے متعلقات: گنبد خضرا، منبر رسولؐ، چبوترہ اصحاب صفہ اور مسجدِ نبوی کے مختلف حصوں کی جزئیات پر مشتمل ہے۔ کتابی اور مشاہداتی معلومات، کتاب میں شامل بہت سی تصاویر اور نقشوں کی مدد سے واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔ توضیح و تصریح کے لیے کبھی وہ تقابل کا پیرایہ اختیار کرتے ہیں: "بیت اللہ شریف کے ستون بھاری بھرکم اور عالی ہیں، یعنی عظمت و ہیبت کا تاثر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس مسجد نبویؐ کے یہ ستون (کل ۴۷۴ ستون) دیکھ کر نرمی اور تلطف کا احساس ہوتا ہے۔ یہ صرف ایک فٹ قطر کے اکہرے سفید، پتلے اور چمکیلے ستون ہیں۔ ان کی سطح ہموار، چکنی اور ملائم ہے۔ اوپر جا کر ہر ستون کے چاروں جانب تیز دودھیا روشنی کے بلب خوب صورت بلوری طاقچوں میں ہیں۔ ستونوں پر لگے ہوئے ایسے شمع دانوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ اور محرابوں پر طلائی نقش و نگار کا اتنا نفیس کام کیا گیا ہے کہ ماہرین کی صناعی دل پر نقش ہو جاتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ حسن بے نقاب ہو گیا ہے" (اول، ص ۷۶)۔ گنبد خضرا کے تذکرے میں اس کی تعمیر و بناوٹ کی جزئیات اور نزاکتوں کے ساتھ اس کے رنگ کے بارے میں بتایا کہ گنبد کا سبز رنگ ڈیڑھ سو سال سے ہے۔ ترک سلطان عبدالمجید نے مسجد کی تعمیر بہت وسیع پیمانے پر کرائی تھی۔ اس نے ۱۸۳۷ء (۱۲۵۳ھ) میں اس مقدس گنبد کا رنگ سبز کرایا اور یہ گنبد خضراء کہلایا۔ اس سے پہلے سفید رنگ تھا۔ کچھ عرصہ نیلا رنگ بھی رہا۔ اور اس رعایت سے یہ گنبد بیضا، اور گنبد زرقا کہلاتا رہا۔ اب گنبد خضرا ہے (اول ص ۷۸)۔

مقامات نبوی کی تلاش و زیارت میں مصنف اور ان کے رفقا کے بعض سفر، خصوصی "مہمات" کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً مدائن صالح اور العلا کا سفر، تبوک کا سفر، خیبر کا سفر وغیرہ۔ ان میں "مرقد سیدہ آمنہ" کے باب میں "مہم جوئی" کا عنصر خاصا نمایاں ہے۔ ابواء کی طرف جا رہے تھے تو سامنے سے ایسی تند و تیز آندھی آتی نظر آئی کہ ان کے عرب ڈرائیور غنمی کے منہ سے بے اختیار نکلا "قد ھلکنا" (ہم تو مارے گئے) و لے بخیر گذشت۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طوفان کے یہ خطرناک اور تاریک لحات' انھوں نے ویگن کے اندر بیٹھ کر گزارے واپسی پر رات کی تاریکی میں ڈرائیور غنمی صحرا کی وسعتوں میں راستہ بھول گیا اور ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرا' پھر اس اعلان کے ساتھ اس نے ویگن کھڑی کر دی کہ گاڑی میں ۱۰' ۱۲ کلو میٹر سفر کا پٹرول باقی رہ گیا ہے۔ کچھ سوچ بچار اور مشاورت کے بعد' رفقائے سفر نے دب اکبر اور قطبی ستارے کی مدد سے' غنمی کو ایک سمت چلنے کو کہا تو کچھ دور چل کر شاہراہ مل گئی (بعدازاں اندازہ ہوا کہ غنمی صاحب بھٹک کر الٹ سمت میں گاڑی چلاتے رہے تھے)۔

کتاب میں جدید سعودی مملکت' اس کے بڑے شہروں' خصوصاً جدہ اور ریاض کی تعمیر جدید (مع ان کی قدیم تاریخ) اور بعض اداروں جامعہ ام القریٰ' جامعہ ریاض اور مدینہ یونی ورسٹی کے بارے میں بھی مفید اور دلچسپ معلومات ملتی ہیں' مثلاً یہ کہ مولانا مودودی نے شاہ سعود کی دعوت پر مدینہ کی مجوزہ اسلامی یونی ورسٹی کے بارے میں ایک مفصل سکیم پیش کی۔ انھیں یونی ورسٹی سنڈیکیٹ کا رکن بنا لیا گیا۔ سنڈیکیٹ کے اجلاس میں رہنما اصولوں پر غور ہو رہا تھا۔ سعودی عرب میں حنبلی فقہ نافذ ہے چنانچہ مقامی علما کا اصرار تھا کہ یونی ورسٹی میں صرف حنبلی فقہ پڑھائی جائے' لیکن مولانا مودودی کی تجویز تھی کہ مستقبل کے علما میں اجتہادی ذوق اور نظر پیدا کرنے کے لیے چاروں فقہی مذاہب کو دلائل کے ساتھ پڑھایا جائے۔ شیخ بن باز اور مفتی اعظم محمد بن ابراہیم دونوں مولانا مودودی کے موقف سے متفق تھے۔ مگر کچھ علما کا اصرار تھا کہ یونی ورسٹی میں حنبلی فقہ کے علاوہ کسی کا ذکر بھی نہ کیا جائے۔ معاملہ کلیدی نوعیت کا تھا اس لیے رائے شماری کی نوبت آ گئی اور ۱۲ کے مقابلے میں مولانا مودودی کی تجویز ۱۸ کی کثرت رائے سے منظور ہوئی (دوم' ص ۳۱)

مصنف جامعہ ریاض کے زمانۂ طالب علمی کو اپنی زندگی کے روشن ترین ایام شمار کرتے ہیں اور کیوں نہ ہو' اسی زمانے میں انھوں نے "آسمان علم و فضل کے نجوم العلوم" اپنے اساتذہ سے کسب فیض کیا' انھیں ہم ذوق رفقا کی جماعت ملی' اسباب و وسائل بھی فراہم ہوئے اور آنحضورؐ کے نقش قدم پر سیر و مطالعے کے ارادے نے عملی شکل اختیار کی۔ سب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اہم تو یہ کہ اس سفر کے ماحصل کے طور پر، مصنف کو زیر نظر کتاب تالیف کرنے کی توفیق میسر ہوئی۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

جوش عربیت میں، مؤلف نے کئی جگہ نامانوس الفاظ استعمال کیے ہیں، موقف (بہ معنی بس اڈا)، ملذ، حافلہ، کلیگ، تحتث، وغیرہ۔

ایک جگہ لکھا ہے: ساری کلاس عش عش کر اٹھی (۲۶/۱) اش اش کرنا صحیح ہے۔ اقبال کو پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے ۱۹۳۱ (نہ ۱۹۳۰ء، اول، ص ۵۰) میں سفر درپیش آیا۔ اقبال کے مصرعے (میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے۔ اول ص ۷۵) کی بنیاد ایک ضعیف حدیث پر ہے۔ ۱۹۸۰ء میں ہونے والی گفتگو میں ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء کے واقعات کا ذکر؟ (سوم، ص ۹۴، ص ۹۷) اقبال کا یہ مصرع: لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب، بہت سے علما اور ماہرین اقبال کے نزدیک نعتیہ نہیں، حمدیہ ہے (اول ۱۲۴) سیاہ دل ہند درست ہے (ص دوم ۹۶) اقبال کا پہلا مصرع اصلاح طلب ہے (دوم، ص ۱۱۷) مگر: تنی طویل اور ضخیم کتاب میں اس طرح کی فروگزاشتیں بہت کم ہیں اور ان سے کتاب کی قدر و قیمت اور اہمیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

یہ کتاب مقاماتِ نبویؐ کا سفرنامہ ہے اور ان کی تاریخ اور جغرافیہ بھی۔ اسے سیرت پاک کا ایک دل کش اور مستند مرقع بھی کہہ سکتے ہیں جسے ایک پرجوش زائر نے آپؐ سے عقیدت و والہانہ شیفتگی کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے بیانیے کو زیادہ مفصل، واضح اور موثر بنانے کے لیے قرآن، حدیث، سیرت، تاریخ، عربی ادب، اور قدیم و جدید مشرقی و مغربی مصنفین کی تحقیقات اور کلام اقبال کا سہارا لیا ہے۔ نبی کریم سے اظہار عقیدت کا یہ ایک انوکھا انداز ہے۔ اردو میں حج کے سینکڑوں سفرنامے لکھے گئے اور سیرت نبی کا ایک وسیع و عظیم ذخیرہ بھی موجود ہے، لیکن ایک والہانہ جذبے سے سرشار ہو کر لکھی ہوئی یہ روداد، اور انتہائی محنت و جانکاہی کے ساتھ مرتب کی ہوئی یہ تاریخ، اردو سفرناموں اور کتب سیر میں، ایک منفرد کتاب کے طور پر یادگار رہے گی۔

© rasailojaraid.com